مختصر
صحیح نماز نبوی
محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ
الهداية - AlHidayah
AlHidayah - الهداية

محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

مکتبہ اسلامیہ

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

0300-8661763
/maktabaislamia1
www.maktabaislamiapk.com
maktabaislamiapk@gmail.com

فہرست

تنبیہ مردوں اور عورتوں کے طریقۂ نماز میں کوئی فرق قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے۔

حرفِ اوّل

اقرارِ توحید کے بعد نماز اسلام کا دوسرا اور اہم رکن ہے۔

کتاب وسنت میں جہاں اس کی پابندی پر زور دیا گیا ہے وہاں نبی کریم ﷺ کا فرمان: ((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي)) اس کی ادائیگی میں ''طریقۂ نبوی'' کو لازم قرار دیتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''مختصر صحیح نمازِ نبوی'' اسی اہمیت کے پیشِ نظر لکھی گئی ہے۔ جس میں استاذِ محترم حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے صحیح اور حسن لذاتہ احادیث کی رُو سے بڑے احسن انداز میں طریقۂ نماز کو بیان کیا ہے، نیز کئی ایک مقامات پر آثارِ سلف صالحین سے مسائل کی وضاحت اس پر طُرّہ ہے۔

مذکورہ کتاب اگرچہ مختصر ہے مگر جامعیت و افادیت کے

لحاظ سے ممتاز حیثیت کی حامل ہے۔

استاذ محترم رحمہ اللہ کی بڑی خواہش تھی کہ مختصر نماز نبوی کے بعد اس موضوع پر ایک مفصل کتاب لکھی جائے لیکن زندگی نے مزید وفا نہ کی اور آپ اللہ رب العزت سے جا ملے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ راقم الحروف شیخ محترم رحمہ اللہ کے دوسرے منصوبوں کے ساتھ ساتھ اس منصوبے کی تکمیل کے لیے بھی پُرعزم ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے توفیق وہمت دے اور محدث العصر رحمہ اللہ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

حافظ ندیم ظہیر

مدیر ماہنامہ اشاعۃ الحدیث حضرو، اٹک

(۲۴/۹/۲۰۰۶ء) (طبع جدید: ۲۹/۴/۲۰۱۵ء)

وضو کا طریقہ

1 وضو کے شروع میں "بِسْمِ اللّٰہِ" پڑھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ یَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ)) ①

"جو شخص وضو (کے شروع) میں اللہ کا نام نہیں لیتا اس کا وضو نہیں ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا:

① سنن ابن ماجه:۳۹۷ وسنده حسن، ورواه الحاكم في المستدرك: ۱٤۷/۱۔

«تَوَضَّؤُوْا بِسْمِ اللَّهِ» ① ''وضو کرو: بسم اللہ۔''

2 وضو (پاک) پانی سے کریں۔ ②

3 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ أَوْ عَلَى النَّاسِ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ»

① النسائی: ١/٦١ ح ٧٨ وسنده صحيح، وابن خزيمة فی صحيحه: ١/٧٤ ح ١٤٤ وابن حبان فی صحيحه (الاحسان: ٦٥١٠/٦٥٤٤) ② ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ ''پس اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔'' (النسآء: ٤٣، المآئدة: ٦) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گرم پانی سے وضو کرلیتے تھے۔ (مصنف ابن أبی شيبة: ١/٢٥ ح ٢٥٦ وسنده صحيح) لہٰذا معلوم ہوا کہ گرم پانی سے بھی وضو کرنا جائز ہے۔ **تنبیہ:** نبیذ، شربت اور دودھ وغیرہ سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔

"اگر مجھے اپنی امت کے لوگوں کی مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں انھیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔"①

نبی کریم ﷺ نے رات کو اٹھ کر مسواک کی اور وضو کیا۔②

4 پہلے اپنی دونوں ہتھیلیاں تین دفعہ دھوئیں۔③

5 پھر تین دفعہ کلی کریں اور ناک میں پانی ڈالیں۔④

---

① البخاری: ۸۸۷ و مسلم: ۲۵۲ ② مسلم: ۲۵٦

③ البخاری: ۱۵۹ و مسلم: ۲۲٦ ✻ میمون تابعی رحمہ اللہ جب وضو کرتے تو (پانی پہنچانے کے لیے) اپنی انگوٹھی کو حرکت دیتے تھے۔ (مصنف ابن أبی شیبة ۳۹/۱ ح٤۲٥ وسندہ صحیح) استنجاء کے لئے جاتے ہوئے اذکار والی انگوٹھی کا اتارنا ثابت نہیں، اس سلسلے میں مروی حدیث ابن جریج کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے سنن أبی داود (۱۹) بتحقیقی ④ البخاری: ۱۵۹، ومسلم: ۲۲٦ / بہتر یہی ہے کہ ایک ہی چلو سے کلی کریں اور ناک میں پانی ڈالیں، جیسا کہ صحیح بخاری (۱۹۱) ==>

6 پھر تین دفعہ اپنا چہرہ دھوئیں۔ [1]

7 پھر تین دفعہ اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئیں۔ [2]

8 پھر (پورے) سر کا مسح کریں۔ [3]

اپنے دونوں ہاتھوں سے مسح کریں، سر کے شروع حصے سے ابتدا

==>وصحیح مسلم (۲۳۵) سے ثابت ہے، تاہم اگر کلی علیحدہ اور ناک میں پانی علیحدہ ڈالیں تو بھی جائز ہے۔ دیکھئے التاریخ الکبیر لابن أبی خیثمة ص ۵۸۸ ح ۱٤۱۰ وسندہ حسن

[1] البخاری: ۱۵۹ ومسلم: ۲۲٦ [2] البخاری: ۱۵۹ ومسلم: ۲۲٦ اگر باوضو ہو کر سر پر عمامہ باندھا ہو تو دوبارہ وضو کرنے کی صورت میں اس پر مسح جائز ہے، بشرطیکہ اسے کھولا نہ ہو۔ دیکھئے صحیح البخاری (۲۰۵) سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ عمامے پر مسح کرتے تھے۔ (مصنف ابن أبی شیبة: ۲۲/۱ ح ۲۲۲ وسندہ حسن) سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے ٹوپی پر مسح کیا۔ (التاریخ الکبیر للبخاری: ٤۲۸/۱ وسندہ صحیح) [3] البخاری: ۱۵۹ ومسلم: ۲۲٦۔

کر کے گردن کے پچھلے حصے تک لے جائیں اور وہاں سے واپس شروع والے حصے تک لے آئیں۔① سر کا مسح ایک بار کریں۔②
پھر دونوں کانوں کے اندر اور باہر کا ایک دفعہ مسح کریں۔③

9 پھر اپنے دونوں پاؤں، ٹخنوں تک تین تین بار دھوئیں۔④

① البخاری:۱۸۵ ومسلم: ۲۳۵. ② أبو داود: ۱۱۱ وسنده صحیح بعض روایتوں میں سر کے تین دفعہ مسح کا ذکر بھی آیا ہے۔ مثلاً دیکھئے سنن أبی داود: ۱۱۰، ۱۰۷ وھو حدیث حسن ③ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب وضو کرتے تو شہادت والی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالتے (اور ان کے ساتھ دونوں کانوں کے) اندرونی حصوں کا مسح کرتے اور انگوٹھوں کے ساتھ باہر والے حصے پر مسح کرتے تھے۔ (مصنف ابن أبی شیبة: ۱۸/۱ ح ۱۷۳ وسنده صحیح) **تنبیه:** سر اور کانوں کے مسح کے بعد، الٹے ہاتھوں کے ساتھ گردن کے مسح کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ④ البخاری: ۱۵۹ ومسلم: ۲۲۶ اگر پاؤں میں چمڑے کے موزے ہوں، جوربین مجلدین ==>

10 دورانِ وضو (ہاتھوں اور پاؤں کی) انگلیوں کا خلال کرنا چاہیے۔[1]

11 داڑھی کا خلال بھی کرنا چاہیے۔[2]

تنبیہ: وضو کے بعد شرمگاہ پر پانی کے چھینٹے مارنا بھی ثابت ہے۔

=> اور جوربین منعلین ہوں یا جرابیں ہوں تو ان پر مسح جائز ہے۔ جرابوں پر مسح سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ دیکھئے الأوسط لابن المنذر (٤٦٢/١ وسندہ صحیح) اور مصنف ابن أبی شیبة (١٨٩/١، ١٨٩) **تنبیہ:** تشبیک (انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا) بذاتِ خود جائز ہے لیکن وضو کر کے مسجد جاتے ہوئے تشبیک منع ہے۔ دیکھئے سنن أبی داود: ٥٦٢ وسندہ حسن

[1] أبو داود: ١٤٢ وسندہ حسن [الترمذی: ٣٩ وقال: "هٰذا حدیث حسن غریب"] [2] الترمذی: ٣١ وقال: "هٰذا حدیث حسن صحیح" اس کی سند حسن ہے۔ * جس شخص کا ازار ٹخنوں سے نیچے ہو، اسے دوبارہ وضو کرنا چاہیے۔ دیکھئے السنن الکبریٰ للبیهقی (٢٤٢/٢ وسندہ حسن)

(سنن ابی داود: ۱۶۶ وھو حدیث حسن لذاتہ) یہ شک اور وسوسے کو زائل کرنے کا بہترین حل ہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۱/ ۱۶۷)

12 وضو کے بعد درج ذیل دعائیں پڑھیں:

* اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ [1]

[1] مسلم: ب ۲۳٤/۱۷ * **تنبیہ:** سنن الترمذی (۵۵) کی ضعیف روایت میں ''اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين'' کا اضافہ ہے لیکن یہ سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ابو ادریس الخولانی اور ابو عثمان (سعید بن ہانیٔ/ مسند الفاروق لابن کثیر ۱/ ۱۱۱) دونوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی نہیں سنا۔ دیکھئے میری کتاب ''انوار الصحیفة فی الاحادیث الضعیفة'' (ت: ۵۵) وضو کے بعد آسمان کی طرف چہرہ یا انگلی اٹھا کر اشارہ کرنے کا کسی صحیح حدیث میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ سنن ابی داود والی روایت (۱۷۰) ابن عم زہرہ کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، نیز وضو کے دوران میں دعائیں پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

* سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ [1]

(1) السنن الكبرىٰ للإمام النسائی:ح ٩٩٠٩، وعمل اليوم والليلة: ح ٨٠ وسنده صحيح، اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ (مستدرك الحاكم: ١/٥٦٤ ح ٢٠٧٢) حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: "هذا حديث صحيح الإسناد" (نتائج الافکار:١/٢٤٥) **تنبیہ:** غسلِ جنابت کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے استنجاء کریں، پھر (سر کے مسح اور پاؤں دھونے کے علاوہ) مسنون وضو کریں اور پھر سارے جسم پر اس طرح پانی بہائیں کہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے اور آخر میں پاؤں دھولیں۔ **تنبیہ:** نماز ہو، وضو یا غسل ہو یا کوئی سی عبادت، نیت کرنا ضروری ہے کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ دیکھئے صحیح البخاری(١) وصحیح مسلم (١٩٠٧) یاد رہے کہ زبان سے نماز یا وضو کی نیت ثابت نہیں ہے۔

13 وضو کے بعض نواقض (وضو توڑنے والے عوامل) درج ذیل ہیں: پیشاب، پاخانہ، نیند (سنن الترمذی: ۳۵۳۵ وقال: حسن صحیح، وھو حدیث حسن) مذی (صحیح البخاری: ۱۳۲ وصحیح مسلم: ۳۰۳) شرمگاہ کو ہاتھ لگانا (سنن ابی داود: ۱۸۱ وصححہ الترمذی: ۸۲ وھو حدیث صحیح) اونٹ کا گوشت کھانا (صحیح مسلم: ۳۶۰) اور (سبیلین سے) ہوا (ریح) کا خارج ہونا (ابوداود: ۲۰۵ وسندہ حسن)

صحیح نمازِ نبوی

1 رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو قبلہ (کعبہ) کی طرف رخ کرتے، رفع الیدین کرتے اور فرماتے: ''اللہ اکبر۔''[1] اور آپ نے فرمایا: ''جب تو نماز

[1] سنن ابن ماجه: ٨٠٣ وسنده صحيح، وصححه الترمذي: ٣٠٤ و ابن حبان، الاحسان: ١٨٦٢ و ابن خزيمة: ٥٨٧ اس کے راوی عبدالحمید بن جعفر جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ و صحیح الحدیث ہیں، دیکھئے نصب الرایہ (۱/ ۳۴۴) اور ان پر جرح مردود ہے۔ محمد بن عمرو بن عطاء ثقہ ہیں (تقریب التهذيب: ٦١٨٧) محمد بن عمرو بن عطاء کا ابوحمید الساعدی اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں شامل ==>

کے لیے کھڑا ہوتو تکبیر کہہ۔"[1]

2 نبی کریم ﷺ اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے۔[2] یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے تھے۔[3]

لہٰذا دونوں طرح جائز ہے لیکن زیادہ حدیثوں میں کندھوں تک رفع الیدین کرنے کا ثبوت ہے۔ یاد رہے کہ رفع یدین کرتے وقت ہاتھوں کے ساتھ کانوں کو پکڑنا یا چھونا

==>ہونا ثابت ہے، دیکھئے صحیح البخاری (٨٢٨) لہٰذا یہ روایت متصل ہے۔ البحر الزخار (١٦٨/٢ ح٥٣٦) میں اس کا ایک شاہد بھی ہے جس کے بارے میں ابن الملقن نے کہا: "صحیح علی شرط مسلم" (البدر المنیر٤٥٦/٣) [1] البخاری: ٧٥٧، مسلم: ٣٩٧/٤٥ [2] البخاری: ٧٣٦، مسلم: ٣٩٠ [3] مسلم: ٢٦، ٣٩١/٢٥ * حالتِ نماز میں نظر جھکا لیں۔ دیکھئے نصب الرایۃ (٤١٦/١) اورنور العینین (ص١٩٥، ١٩٦)

کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے۔ مردوں کا ہمیشہ کانوں تک اور عورتوں کا کندھوں تک رفع یدین کرنے کی تخصیص کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

3 آپ ﷺ (انگلیاں) پھیلا کر رفع یدین کرتے تھے۔[1]

4 آپ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر، سینے پر رکھتے تھے۔[2] لوگوں کو (نبی ﷺ کی طرف سے) یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ذراع پر رکھیں۔[3]

[1] أبو داود:٧٥٣ وسنده صحيح، وصححه ابن خزيمة: ٤٥٩ وابن حبان، الإحسان: ١٧٧٤ والحاكم: ٢٣٤/١ ووافقه الذهبى [2] أحمد فى مسنده ٢٢٦/٥ ح ٢٢٣١٣ وسنده حسن، وعنه ابن الجوزى فى التحقيق: ٢٨٣/١ ح ٤٧٧ دوسرا نسخہ: ٣٣٨/١ ح ٤٣٤ [3] البخارى: ٧٤٠ وموطأ امام مالك: ١٥٩/١ ح ٣٧٧

ذراع: کہنی کے سرے سے درمیانی انگلی کے سرے تک ہوتا ہے۔ (القاموس الوحید ص ۵٦۸) سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی، کلائی اور ساعد پر رکھا۔ ①

ساعد: کہنی سے ہتھیلی تک کا حصہ (ہے) دیکھئے: القاموس الوحید (ص ۷٦۹) اگر ہاتھ پوری ذراع (ہتھیلی، کلائی اور ہتھیلی سے کہنی تک) پر رکھا جائے تو خود بخود ناف سے اوپر اور سینے پر آجاتا ہے۔

5 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر (تحریمہ) اور قراءت کے درمیان

---

① أبوداود: ۷۲۷ وسنده صحيح، النسائي: ۸۹۰، وصححه ابن خزيمة: ٤٨٠ و ابن حبان: ۱۸۵۷ **تنبیه:** مردوں کا ناف سے نیچے اور صرف عورتوں کا سینے پر ہاتھ باندھنا (یہ تخصیص) کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، نیز دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۱۳ ص ۱۹

درج ذیل دعا (سراً یعنی بغیر جہر کے) پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ [1]

"اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان ایسی دُوری بنا دے جیسی مشرق و مغرب کے درمیان دوری ہے۔ اے اللہ! مجھے خطاؤں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف ہوتا

[1] البخاری: ٧٤٤، مسلم: ٥٩٨/١٤٧.

ہے۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھوڈال (معاف کردے)"

درج ذیل دعا بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ①

"اے اللہ! تو پاک ہے، اور تیری تعریف کے ساتھ، تیرا نام برکتوں والا ہے اور تیری شان بلند ہے۔ تیرے سوا دوسرا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔"

ثابت شدہ دعاؤں میں سے جو دعا بھی پڑھ لی جائے بہتر ہے۔

6 اس کے بعد آپ ﷺ درج ذیل دعا پڑھتے تھے:

① أبو داود: ٧٧٥ وسنده حسن، النسائی: ٩٠٠، ٩٠١، ابن ماجه: ٨٠٤، الترمذی: ٢٤٢، وأُعل بما لا يقدح وصححه الحاكم: ٢٣٥/١ ووافقه الذهبی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ مِنْ هَمْزِہٖ وَنَفْخِہٖ وَنَفْثِہٖ [1]

7 پھر رسول اللہ ﷺ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھتے تھے۔ [2]

[1] أبو داود: ٧٧٥ وسنده حسن، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا بھی جائز ہے۔ دیکھئے صحیح البخاری (٦١١٥) صحیح مسلم (٢٦١٠، دارالسلام: ٦٦٤٦) اور کتاب الأم للإمام الشافعی (١٠٧/١) [2] النسائی: ٩٠٦، وسنده صحیح، وصححه ابن خزیمة: ٤٩٩ وابن حبان: الاحسان: ١٧٩٤، والحاکم علیٰ شرط الشیخین: ٢٣٢/١ ووافقه الذهبی۔ **تنبیہ:** اس روایت کے راوی سعید بن ابی ہلال نے یہ حدیث اختلاط سے پہلے بیان کی ہے، خالد بن یزید کی سعید بن ابی ہلال سے روایت صحیح بخاری (١٣٦) وصحیح مسلم (١٩٧٧/٤٢) میں موجود ہے۔

بسم اللہ سراً یا جہراً پڑھنا دونوں طرح جائز ہے لیکن کثرتِ دلائل کی رو سے عام طور پر سراً پڑھنا بہتر ہے۔[1] اس مسئلے میں سختی نہیں کرنی چاہیے۔

8 پھر آپ ﷺ سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔[2]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ

[1] ''جہراً'' کے جواز کے لیے دیکھئے النسائی: ٩٠٦، وسنده صحیح۔ ''سراً'' کے جواز کے لیے دیکھئے صحیح ابن خزیمة: ٤٩٥ وسنده حسن، صحیح ابن حبان، الاحسان: ١٧٩٦، وسنده صحیح. [2] النسائی: ٩٠٦، وسنده صحیح دیکھئے حاشیہ سابقہ: ٣۔

عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ.

سورۂ فاتحہ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے اور ہر آیت پر وقف کرتے تھے۔ [1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) [2]

''جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی''

[1] أبوداود: ٤٠٠١، الترمذی: ٢٩٢٧ وقال: ''غريب'' وصححه الحاكم علىٰ شرط الشيخين(٢٣٢/٢)ووافقه الذهبی وسنده ضعيف وله شاهد قوی فی مسند أحمد: ٢٨٨/٦ ح ٢٧٠٠٣ وسنده حسن والحديث به حسن [2] صحيح البخاری: ٧٥٦۔

اور فرمایا:

«كُلُّ صَلٰوةٍ لَا يُقْرَأُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ» [1]

"ہر نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے، ناقص ہے۔"

9 پھر آپ ﷺ آمین کہتے تھے۔ [2] سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا، پھر جب آپ نے ولا الضالین (جہراً) کہی تو آمین (جہراً) کہی۔ [3]

[1] سنن ابن ماجه: ٨٤١ وسنده حسن [2] النسائی: ٩٠٦، وسنده صحيح، نیز دیکھئے فقرہ:۷ حاشیہ: ۳ [3] ابن حبان الاحسان: ۱۸۰۲، وسنده صحيح ✵ ایک روایت میں آیا ہے: "فجھر بآمین" پس آپ ﷺ نے آمین بالجہر کہی۔ ابوداود: ۹۳۳ وسنده حسن

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہری نماز میں (امام اور مقتدیوں کو) آمین جہراً کہنی چاہیے۔

* سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں آیا ہے: ''وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ''اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (آمین) کے ساتھ اپنی آواز پست رکھی۔[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سری نماز میں آمین سراً کہنی چاہیے، سری نمازوں میں آمین سراً کہنے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ۔

10 پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورت سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے۔[2]

[1] أحمد: ٤/ ٣١٦ ح ١٩٠٤٨، ورجاله ثقات وهو معلول وأعله البخاری وغیرہ۔ [2] مسلم: ٥٣/ ٤٠٠ قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم: ((أنزلت علي آنفًا سورة، فقرأ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ ==>

11 آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر سورۂ فاتحہ پڑھو اور جو اللہ چاہے پڑھو۔“ ① نبی ﷺ پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھتے تھے۔ ② اور آخری دو رکعتوں میں (صرف) سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ ③ آپ ﷺ قراءت

==> اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ)) سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے ایک دفعہ نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ پڑھی تو مہاجرین و انصار سخت ناراض ہوئے، پھر اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ سورت سے پہلے بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے۔ رواہ الشافعی (الام: ۱ / ۱۰۸) وصححه الحاکم علیٰ شرط مسلم (۲/ ۲۳۳) ووافقه الذهبی۔ اس کی سند حسن ہے۔

① أبوداود: ۸۵۹، وسنده حسن ② البخاری: ۷۶۲ و مسلم: ۴۵۱ ③ البخاری: ۷۷۶، مسلم: ۴۵۱/۱۵۵۔ آخری دو رکعتوں میں کوئی سورت ملانا بھی جائز ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۴۵۲) اور یہی کتاب ص ۲۴ فقرہ: ۸ حاشیہ: ۶

کے بعد رکوع سے پہلے سکتہ کرتے تھے۔ [1]

12 پھر آپ ﷺ رکوع کے لیے تکبیر (اللہ اکبر) کہتے۔ [2]

13 آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ [3]
آپ ﷺ (عند الرکوع و بعدہ) رفع یدین کرتے، پھر (اس کے بعد) تکبیر کہتے۔ [4]

---

[1] أبو داود: ۷۷۷، ۷۷۸، ابن ماجه: ۸٤٥ وهو حديث صحيح / حسن بصری مدلس ہیں (طبقات المدلسين بتحقيقى: ۲/٤۰) لیکن ان کی سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے حدیث صحیح ہوتی ہے، اگرچہ تصریح سماع نہ بھی ہو کیونکہ وہ سمرہ رضی اللہ عنہ کی کتاب سے روایت کرتے تھے، نیز دیکھئے نيل المقصود فى التعليق على سنن أبى داود: ۳٥٤ **تنبیہ:** اگر سورۂ فاتحہ رہ گئی ہو تو اسے سکتے میں پڑھ لیں۔ دیکھئے نصر البارى فى تحقيق جزء القراءة للبخارى (۲۷٤، ۲۷٥) [2] البخارى: ۷۸۹، مسلم: ۲۸/۳۹۲ [3] البخارى: ۷۳۸، مسلم: ۲۲/ ۳۹۰. [4] مسلم: ۲۲/ ۳۹۰.

اگر پہلے تکبیر اور بعد میں رفع یدین کرلیا جائے تو یہ بھی جائز ہے، ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے۔ [1]

14 آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں سے اپنے گھٹنے، مضبوطی سے پکڑتے، پھر اپنی کمر جھکاتے (اور برابر کرتے) [2] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر نہ تو (پیٹھ سے) اونچا ہوتا اور نہ نیچا (بلکہ برابر ہوتا تھا) [3] آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے تھے، پھر اعتدال (سے رکوع) کرتے۔ نہ تو سر (بہت) جھکاتے اور نہ اسے (بہت) بلند کرتے [4] یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک

[1] أبو داود: ٧٣٠ وسنده صحيح، نیز دیکھئے فقرہ:١ حاشیہ:١
[2] البخاری: ٨٢٨ [3] مسلم: ٤٩٨/٢٤٠ [4] أبوداود: ٧٣٠ وسنده صحيح۔

آپ کی پیٹھ کی سیدھ میں بالکل برابر ہوتا تھا۔

15 نبی کریم ﷺ نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے گویا آپ نے انھیں پکڑ رکھا ہے اور دونوں ہاتھ کمان کی ڈوری کی طرح تان کر اپنے پہلوؤں سے دور رکھے۔ [1]

16 آپ ﷺ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہتے (رہتے) تھے۔ [2]

[1] أبو داود: ٧٣٤، وسنده حسن، وقال الترمذی (٢٦٠): "حديث حسن صحيح" وصححه ابن خزيمة: ٦٨٩ وابن حبان، الاحسان: ١٨٦٨ **تنبیه:** فلیح بن سلیمان صحیحین کے راوی ہیں اور حسن الحدیث ہیں، جمہور محدثین نے ان کی توثیق کی ہے، لہٰذا یہ روایت حسن لذاتہ ہے، فلیح مذکور پر جرح مردود ہے۔ والحمدللّٰه

[2] مسلم: ٧٧٢، ولفظه: "ثم ركع فجعل يقول: سبحان ربي العظيم، فكان ركوعه نحوًا من قيامه"

آپ ﷺ اس کا حکم دیتے تھے کہ یہ (دعا) رکوع میں پڑھیں۔ [1]

آپ ﷺ سے رکوع میں یہ دعائیں بھی ثابت ہیں:

* سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ [2]

یہ دعا آپ کثرت سے پڑھتے تھے۔

---

[1] أبوداود: ٨٦٩ وسنده صحيح، ابن ماجه:٨٨٧ وصححه ابن خزيمة:٦٠١، ٦٧٠ وابن حبان، الاحسان: ١٨٩٥ والحاكم: ١/ ٢٢٥، ٢/ ٤٧٧) واختلف قول الذهبي فيه، میمون بن مہران اور زہری (تابعی) فرماتے ہیں: رکوع و سجود میں تین تسبیحات سے کم نہیں پڑھنی چاہئیں (ابن ابی شیبه فی المصنف ١/ ٢٥٠ ح ٢٥٧١ وسنده حسن) [2] البخاری: ٧٩٤، ٨١٧، مسلم:٤٨٤

* سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ [1]
* سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ [2]
* اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ [3]

ان دعاؤں میں سے کوئی سی دعا پڑھی جا سکتی ہے، ان دعاؤں کا ایک ہی رکوع یا سجدے میں جمع کرنا اور اکٹھا پڑھنا کسی صریح دلیل سے ثابت نہیں، تاہم حالت تشہد ((ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُوْ)) (البخاری: ۸۳۵، واللفظ لہ، مسلم: ۴۰۲) کی عام دلیل سے ان دعاؤں

[1] مسلم: ۴۸۷ [2] مسلم: ۴۸۵ [3] مسلم: ۷۷۱

کا جمع کرنا بھی جائز ہے۔[1]

17 ایک شخص نماز صحیح نہیں پڑھ رہا تھا، آپ ﷺ نے اسے نماز کا طریقہ سکھانے کے لیے فرمایا:

''جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو پورا وضو کر، پھر قبلہ کی طرف رخ کر کے تکبیر (اللہ اکبر) کہہ، پھر قرآن سے جو میسر ہو (سورۂ فاتحہ) پڑھ، پھر اطمینان سے رکوع کر، پھر اٹھ کر (اطمینان سے) برابر کھڑا ہو جا، پھر اطمینان سے سجدہ کر، پھر اطمینان سے اٹھ کر بیٹھ جا، پھر اطمینان سے (دوسرا) سجدہ کر، پھر (دوسرے سجدے سے) اطمینان سے اٹھ کر بیٹھ جا، پھر اپنی ساری نماز (کی ساری رکعتوں) میں اسی طرح کر۔''[2]

[1] نیز دیکھئے فقرہ:۲۵۔ [2] البخاری:٦٢٥١

18 جب نبی کریم ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتے تھے۔[1] رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنا بھی صحیح اور ثابت ہے۔[2]

[1] البخاری: ۷۳۵، راجح یہی ہے کہ امام مقتدی اور منفرد سب سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھیں۔ (سنن الدارقطنی ۱/ ۳۳۹، ۳٤۰ح ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، وسنده حسن) محمد بن سیرین اس کے قائل تھے کہ مقتدی بھی سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَه کہے۔ دیکھئے مصنف ابن أبی شیبة (۱/ ۲٥۳ ح ۲٦۰۰ وسنده صحیح) [2] البخاری: ۷۸۹، بعض اوقات رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ جہراً کہنا بھی جائز ہے، عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج سے روایت ہے: سمعت أباهريرة يرفع صوته باللّٰهم ربنا ولك الحمد" میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اونچی آواز کے ساتھ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔" (مصنف ابن أبی شیبة: ۱/۲٤۸ ح ۲٥٥٦ وسنده صحیح)

رکوع کے بعد درج ذیل دعائیں بھی ثابت ہیں:

* اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ [1] اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ [2] اَھْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ [3] رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ [4]

19 رکوع کے بعد قیام میں ہاتھ باندھنے چاہئیں یا نہیں، اس مسئلے میں صراحت سے کچھ بھی ثابت نہیں، لہٰذا دونوں

[1] البخاری: ۷۹۶ [2] مسلم: ٤۷٦ [3] مسلم: ۲۰٦/ ٤۷۸ [4] البخاری: ۷۹۹

طرح عمل جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ بعد الرکوع ہاتھ نہ باندھے جائیں۔ [1]

20 پھر آپ ﷺ تکبیر کہہ کر (یا کہتے ہوئے) سجدے کے لیے جھکتے۔ [2]

21 آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيْرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ)) ”جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے (بلکہ) اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے (زمین پر)

---

[1] امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے چاہئیں یا چھوڑ دینے چاہئیں تو انھوں نے فرمایا: أرجو أن لا یضیق ذلك إن شاء اللّٰه ”مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ اس میں کوئی تنگی نہیں ہے۔“ (مسائل احمد: روایة صالح بن احمد بن حنبل: ٥٦١)

[2] البخاری: ٨٠٣، مسلم: ٢٨/ ٢٣٩.

رکھے۔'' آپ ﷺ کا عمل بھی اسی کے مطابق تھا۔ ①

① أبوداود: ٨٤٠ وسنده صحيح علىٰ شرط مسلم، النسائی: ١٠٩٢، وسنده حسن۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھٹنوں سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ (زمین پر) رکھتے تھے۔ (البخاری قبل حديث: ٨٠٣) اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے (صحيح ابن خزيمة: ٦٢٧ وسنده حسن، وصححه الحاكم علىٰ شرط مسلم: ٢٢٦/١ ووافقه الذهبي) جس روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے اور پھر ہاتھ رکھتے تھے (أبوداود: ٨٣٨ وغیرہ) وہ شریک بن عبداللہ القاضی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اس کے تمام شواہد بھی ضعیف ہیں، ابوقلابہ (تابعی) سجدہ کرتے وقت پہلے گھٹنے لگاتے تھے اور حسن بصری (تابعی) پہلے ہاتھ لگاتے تھے (ابن أبي شيبة: ١/ ٢٦٣ ح ٢٧٠٨ وسنده صحيح) محمد بن سیرین (تابعی) بھی پہلے گھٹنے لگاتے تھے (ابن أبي شيبة: ٢٦٣/١ ح ٢٧٠٩ وسنده صحيح) دلائل کی رُو سے راجح اور بہتر یہی ہے کہ پہلے ہاتھ اور پھر گھٹنے لگائے جائیں۔

22 آپ ﷺ سجدے میں ناک اور پیشانی، زمین پر (خوب) جما کر رکھتے، اپنے بازوؤں کو اپنے پہلوؤں (بغلوں) سے دور کرتے اور دونوں ہتھیلیاں کندھوں کے برابر (زمین) پر رکھتے۔[1] سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے جب سجدہ کیا تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے کانوں کے برابر رکھا۔[2]

23 سجدے میں آپ ﷺ اپنے دونوں بازوؤں کو اپنی بغلوں سے ہٹا کر رکھتے تھے۔[3] آپ ﷺ سجدے

---

[1] أبوداود: ٧٣٤، وسنده حسن، نیز دیکھئے فقرہ: ۱۵ حاشیہ: ۵
[2] أبوداود: ٧٢٦ وسنده صحيح، النسائی: ٨٩٠ وصححه ابن خزيمة: ٦٤١ وابن حبان، الاحسان: ١٨٥٧، نیز دیکھئے فقرہ: ۴ حاشیہ: ۴ [3] أبوداود: ٧٣٠ وسنده صحيح دیکھئے فقرہ: ۱۴ حاشیہ: ۴

میں اپنے ہاتھ (زمین پر) رکھتے، نہ تو انھیں بچھاتے اور نہ (بہت) سمیٹتے، اپنے پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھتے۔① آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی تھی۔②

آپ ﷺ فرماتے تھے: ''سجدے میں اعتدال کرو، کتے کی طرح بازو نہ بچھاؤ۔''③

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے: پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں قدموں کے پنجے'' ④ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو سات اطراف (اعضاء)

---

① البخاری: ۸۲۸ ② البخاری: ۳۹۰، مسلم: ٤٩٥
③ البخاری: ۸۲۲، مسلم: ٤٩٣، اس حکم میں مرد اور خواتین سب شامل ہیں، لہٰذا عورتوں کو بھی چاہئے کہ سجدے میں اپنے بازو نہ پھیلائیں۔ ④ البخاری: ۸۱۲، مسلم: ٤٩٠

اس کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں، چہرہ، ہتھیلیاں، دو گھٹنے اور دو پاؤں۔"[1] معلوم ہوا کہ سجدے میں ناک، پیشانی، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کا زمین پر لگانا ضروری ہے۔ ایک روایت میں ہے: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَضَعْ أَنْفَهُ عَلَى الْأَرْضِ)) "جو شخص (سجدے میں) اپنی ناک، زمین پر نہ رکھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔"[2]

24 آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اگر بکری کا بچہ آپ کے بازوؤں کے درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔[3]

[1] مسلم: ٤٩١ [2] سنن الدارقطنی: ٣٤٨/١ ح ١٣٠٣ مرفوعاً وسندہ حسن [3] مسلم: ٤٩٦، یعنی نبی ﷺ اپنے سینے اور پیٹ کو زمین سے بلند رکھتے تھے، عورتوں کے لیے بھی یہی حکم ہے: ((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ)) "نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔"

25 سجدے میں بندہ اپنے رب کے انتہائی قریب ہوتا ہے، لہٰذا سجدے میں خوب دعا کرنی چاہیے[1] سجدے میں درج ذیل دعائیں پڑھنا ثابت ہیں:

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی[2] ✻ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ[3]

✻ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ[4]

✻ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ[5]

✻ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ[6]

---

[1] مسلم: ٤٨٢ [2] مسلم: ٧٧٢ [3] البخاری: ٧٩٤، ٨١٧، مسلم: ٤٨٤ [4] مسلم: ٤٨٧ [5] مسلم: ٤٨٥ [6] مسلم: ٤٨٣

* اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُّ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَ بَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ[1]

26 نبی ﷺ سجدے کو جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے[2]

27 آپ ﷺ سجدے کی حالت میں اپنے دونوں پاؤں کی ایڑیاں ملا دیتے اوران کا رخ قبلے کی طرف ہوتا تھا۔[3]

---

[1] مسلم: ۷۷۱ (جو دعا باسند صحیح ثابت ہو جائے سجدے میں اس کا پڑھنا افضل ہے، رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنا منع ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم: ٤٧٩، ٤٨٠) [2] البخاری: ۷۳۸ [3] البیهقی: ۲/۱۱٦ وسنده صحیح وصححه ابن خزیمة: ٦٥٤ وابن حبان، الاحسان: ۱۹۳۰، والحاکم (۱/ ۲۲۸، ۲۲۹) علیٰ شرط الشیخین ووافقه الذهبی۔

اور آپ اپنے دونوں قدم کھڑے رکھتے تھے۔ ①

28 آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر سجدے سے اٹھتے۔ ②
آپ ﷺ اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے۔ ③ آپ ﷺ سجدے سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے (البخاری: ۷۳۸، مسلم: ۲۲/۳۹۰) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نماز میں (نبی ﷺ کی) سنت یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کر کے بایاں پاؤں بچھا دیا جائے۔ ④

29 آپ ﷺ سجدے سے اٹھ کر (جلسے میں) تھوڑی دیر بیٹھے رہتے۔ ⑤

---

① مسلم: ٤٨٦، مع شرح النووى ② البخارى: ٧٨٩، مسلم: ٣٩٢ ③ أبوداود: ٧٣٠ وسنده صحيح
④ البخارى: ٨٢٧ ⑤ البخارى: ٨١٨

حتیٰ کہ کوئی کہنے والا کہہ دیتا: ''آپ بھول گئے ہیں۔'' [1]

30 آپ جلسے میں یہ دعا پڑھتے تھے: ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ ، رَبِّ اغْفِرْلِيْ)) [2]

---

[1] البخاری: ۸۲۱، مسلم: ۴۷۲ [2] أبو داود: ۸۷۴ وهو حديث صحيح، النسائی: ۱۰۷۰، ۱۱۴۶، اس روایت میں رجل من بنی عبس سے مراد: صلة بن زفر ہیں۔ دیکھئے مسند الطيالسی (۴۱۶) ابوحمزہ مولیٰ الانصار سے مراد: طلحہ بن یزید ہیں۔ دیکھئے تحفة الأشراف (۳/ ۵۸ ح ۳۳۹۵) و تقريب التهذيب (تحت رقم: ۸۰۶۳) جلسہ میں تشہد کی طرح اشارہ، جس روایت میں آیا ہے (مسند أحمد: ۴/ ۳۱۷ ح ۱۹۰۶۳) اس کی سند سفیان (الثوری) کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے، حافظ ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: " وأما المدلسون الذين هم ثقات وعدول فإنا لا نحتج بأخبارهم إلا ما بينوا السماع فيما رووا مثل الثوري و الأعمش وأبي إسحاق وأضرابهم من الأئمة ==>

31 پھر آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر (دوسرا) سجدہ کرتے۔ ①

==> المتقنین۔۔۔" مدلسین جو ثقہ و عادل ہیں ہم ان کی صرف انھی روایات سے حجت پکڑتے ہیں جن میں انھوں نے سماع کی تصریح کی ہے۔مثلاً (سفیان) ثوری، اعمش، ابو اسحاق اور ان جیسے دوسرے صاحب تقویٰ (صاحبِ اتقان) ائمہ(صحیح ابن حبان، الاحسان مع تحقیق شعیب الارناؤوط ج ۱ ص ۱۶۱) سفیان الثوری کو حاکم نیشاپوری نے مدلسین کے طبقۂ ثالثہ میں ذکر کیا ہے (دیکھئے معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۶) مکحول تابعی رحمہ اللہ دوسجدوں کے درمیان "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَارْزُقْنِي" پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن أبی شیبة ۲/ ۵۳٤ ح ۸۸۳۸، دوسرانسخہ ۳/ ٦۳٤ ح ۸۹۲۲ واللفظ له وسنده صحیح) نبی ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي)) کی دعا سکھائی۔ (صحیح مسلم ۳۵/ ۲٦۹۷) ① البخاری: ۷۸۹، مسلم: ۲۳۹/۸۲

آپ ﷺ سجدے میں جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔[1] آپ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔[2] سجدے میں آپ ﷺ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى پڑھتے تھے۔[3] دیگر دعاؤں کے لیے دیکھئے فقرہ: ۲۵

32 پھر آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر (دوسرے) سجدے سے سر اٹھاتے[4] سجدے سے اٹھتے وقت آپ ﷺ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔[5]

33 آپ ﷺ جب طاق (پہلی یا تیسری) رکعت میں دوسرے

---

[1] البخاری: ۷۳۸ [2] مسلم: ۱۲/ ۹۰۳، سجدہ کرتے وقت، سجدے سے سر اٹھاتے وقت اور سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنا ثابت نہیں ہے۔ [3] مسلم: ۷۷۲ [4] البخاری: ۷۸۹، مسلم: ۳۹۲/۲۸ [5] البخاری: ۷۳۸، مسلم: ۳۹۰/۲۲

سجدے سے سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے تھے۔ [1] دوسرے سجدے سے آپ ﷺ جب اٹھتے تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آجاتی۔ [2]

34 ایک رکعت مکمل ہوگئی، اب اگر آپ ایک وتر پڑھ رہے ہیں تو پھر تشہد، درود اور دعائیں (جن کا ذکر آگے آرہا ہے) پڑھ کر سلام پھیر لیں۔ [3]

[1] البخاری: ۸۲۳ [2] أبوداود: ۷۳۰ وسندہ صحیح، آپ ﷺ دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنے کا حکم دیتے تھے (صحیح البخاری: ٦٢٥١) نیز دیکھئے فقرہ ۱۷، اس سنت صحیحہ کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔ [3] دیکھئے تشہد = فقرہ: ۴۱ درود = فقرہ: ۴۲ دعائیں = فقرہ: ۴۹، ۵۰، سلام = فقرہ: ۵۰، ۵۱ ایک رکعت پر اگر سلام پھیرا جائے تو تورک کرنا جائز ہے اور نہ کرنا بھی، مگر بہتر یہی ہے کہ تورک کیا جائے ایک روایت میں ہے: ''حتی إذا کانت السجدة التي فیها التسلیم أخر رجله الیسریٰ وقعد متورکًا علی شقه الأیسر'' أبوداود: ۷۳۰ وسندہ صحیح۔

35 پھر آپ ﷺ زمین پر (دونوں ہاتھ رکھ کر) اعتماد کرتے ہوئے (دوسری رکعت کے لیے) اٹھ کھڑے ہوتے۔ (1)

36 رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو الحمد للّٰہ رب العالمین سے قراءت شروع کرتے وقت سکتہ نہیں کرتے تھے۔ (2)

سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا ذکر گزر چکا ہے۔ (3)

---

(1) البخاري: ٨٢٤ وابن خزيمة في صحيحه: ٦٨٧، ازرق بن قیس (ثقة/ التقريب: ٣٠٢) سے روایت ہے کہ میں نے (عبداللہ) بن عمر (رضی اللہ عنہما) کو دیکھا آپ نماز میں اپنے دونوں ہاتھوں پر اعتماد کر کے کھڑے ہوئے۔ (مصنف ابن أبي شيبة: ١/ ٣٩٥ ح ٣٩٩٦ وسنده صحيح) (2) مسلم: ٥٩٩، ابن خزيمة: ١٦٠٣، ابن حبان: ١٩٣٣. (3) دیکھئے فقرہ: ۷ وحاشیہ: ۳

﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾[1] کی رُو سے بسم اللہ سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھنا بھی جائز بلکہ بہتر ہے۔ رکعت اولیٰ میں جو تفاصیل گزر چکی ہیں[2] حدیث: ''پھر ساری نماز میں اسی طرح کر''[3] کی رو سے دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھنی چاہیے۔

37 دوسری رکعت میں دوسرے سجدے کے بعد (تشہد کے لیے) بیٹھ جانے کے بعد آپ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے تھے۔[4] آپ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے ترپن کا عدد (حلقہ) بناتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ

---

[1] النحل: ۹۸ [2] فقرہ: ۱ سے لے کر فقرہ: ۳۲ تک [3] البخاری: ۶۲۵۱، نیز دیکھئے فقرہ: ۱۷ [4] مسلم: ۱۱۲/۵۷۹

کرتے تھے[1] یعنی اشارہ کرتے ہوئے دعا کرتے تھے۔ یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ اپنی دونوں رانوں پر رکھتے اور انگوٹھے کو درمیانی انگلی سے ملاتے (حلقہ بناتے) اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔[2] لہٰذا دونوں طرح عمل جائز ہے۔

38 نبی کریم ﷺ اپنی دائیں کہنی کو دائیں ران پر رکھتے تھے۔[3] آپ ﷺ اپنی دونوں ذراعیں[4] اپنی رانوں پر رکھتے تھے۔[5]

---

① مسلم: ۱۱۵/۵۸۰ ② مسلم: ۱۱۳/۵۷۹. ③ أبو داود: ۷۲۶، ۹۵۷ وسندہ صحیح، النسائی: ۱۲۶۶، ابن خزیمة: ۷۱۳، ابن حبان، الاحسان: ۱۸۵۷ ④ ذراع کے مفہوم کے لیے دیکھئے فقرہ: ۴ ⑤ النسائی: ۱۲۶۵ وھو حدیث صحیح بالشواھد

39 آپ ﷺ جب تشہد کے لیے بیٹھتے تو شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ (1) آپ ﷺ انگلی اٹھا دیتے، اس کے ساتھ تشہد میں دعا کرتے تھے۔ (2) آپ ﷺ شہادت والی انگلی کو تھوڑا سا جھکا دیتے تھے۔ (3) آپ ﷺ اپنی شہادت والی انگلی کو حرکت دیتے (ہلاتے) رہتے تھے۔ (4)

(1) مسلم: ۱۱۵/ ۵۸۰ (2) ابن ماجه: ۹۱۲، وسنده صحيح، ابن حبان، الاحسان: ۱۹٤۲ (3) أبوداود: ۹۹۱ وسنده حسن، ابن خزيمة: ۷۱٦، ابن حبان الاحسان: ۱۹٤۳ (4) النسائى: ۱۲٦۹ وسنده صحيح، ابن خزيمة: ۷۱٤، ابن الجارود فى المنتقٰى: ۲۰۸، ابن حبان، الاحسان: ۱۸۵۷ - **تنبیه:** بعض لوگوں نے غلط فہمی کی وجہ سے یہ اعتراض کیا ہے کہ "يُحَرِّكُهَا" کا لفظ شاذ ہے کیونکہ اسے زائدہ بن قدامہ کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیا، اس کا جواب یہ ہے کہ: زائدہ بن قدامہ: ثقة ثبت، صاحب سنة ہیں (التقریب: ۱۹۸۲) لہٰذا ان کی ==>

40 آپ ﷺ اپنی تشہد کی انگلی کو قبلہ رخ کرتے اور اسی کی طرف دیکھتے رہتے تھے۔[1] آپ ﷺ دو رکعتوں کے بعد والے (پہلے) تشہد، اور چار رکعتوں کے بعد والے (آخری) تشہد، دونوں تشہدوں میں یہ اشارہ کرتے تھے۔[2]

41 آپ ﷺ تشہد میں درج ذیل دعا (التحیات) سکھاتے تھے:

==> زیادت مقبول ہے اور دوسرے راویوں کا یہ لفظ ذکر نہ کرنا شذوذ کی دلیل نہیں کیونکہ عدم ذکر نفی ذکر کی دلیل نہیں ہوتا۔ یاد رہے کہ "ولا یحرکھا" والی روایت (ابو داود: ۹۸۹، النسائی: ۱۲۷۱) محمد بن عجلان کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، دیکھئے میری کتاب "أنوار الصحیفة فی الأحادیث الضعیفة" (ص۲۸) محمد بن عجلان مدلس ہیں (طبقات المدلسین: ۳/۹۸ بتحقیقی / الفتح المبین ص۶۱، ۶۰)

[1] النسائی: ۱۱۶۱، وسندہ صحیح، ابن خزیمة: ۷۱۹، ابن حبان، الاحسان: ۱۹۴۳۔ **تنبیه:** یہ روایت اس متن کے بغیر صحیح مسلم: ۱۱۶/ ۵۸۰ میں مختصراً موجود ہے۔

[2] النسائی: ۱۱۶۲، وسندہ حسن۔ **تنبیه:** لا الہ پر ==>

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ[1] اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ

==> انگلی اٹھانا اور الا اللہ پر رکھ دینا کسی حدیث سے ثابت نہیں، بلکہ احادیث کے عموم سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ شروع سے آخر تک، حلقہ بنا کر شہادت والی انگلی اٹھائی جائے، نبی ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو (تشہد میں) دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَحِّدْ أَحِّدْ)) ''صرف ایک انگلی سے اشارہ کرو۔''(الترمذی: ۳۵۵۷ وقال: حسن، النسائی: ۱۲۷۳ وھو حدیث صحیح)اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شروع تشہد سے لے کر آخر تک شہادت والی انگلی اٹھا کر رکھنی چاہیے۔[1] یہاں **علیک** سے مراد حاضر نہیں بلکہ غائب ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب نبی ﷺ فوت ہو گئے تو ہم: '' اَلسَّلَامُ يَعْنِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ '' پڑھتے تھے (البخاری: ٦٢٦٥) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ''**عليك**'' کی جگہ ''**على**'' پڑھنا اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ ''**عليك**'' سے مراد یہاں قطعاً حاضر نہیں ہے۔ یاد رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی روایتوں کو بعد والے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ جانتے ہیں۔

اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ [2]

42 پھر آپ ﷺ درود پڑھنے کا حکم دیتے تھے: [2]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ،

---

① البخاری: ۱۲۰۲۔ **تنبیه:** اس مشہور ''التحیات'' کے علاوہ دوسرے جتنے صیغے صحیح و حسن احادیث سے یہاں پڑھنے ثابت ہیں (اس کے بدلے میں) اُن کا پڑھنا جائز اور موجب ثواب ہے۔ ② البخاری: ۳۳۷۰، البیہقی فی السنن الکبریٰ ۲/ ۱۴۸ ح ۲۸۵۶.

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

43 دو رکعتیں مکمل ہو گئیں، اب اگر دو رکعتوں والی نماز (مثلاً صلوٰۃ الفجر) ہے تو دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں اور اگر تین یا چار رکعتوں والی نماز ہے تو تکبیر کہہ کر کھڑے ہو جائیں۔[1]

[1] پہلے تشہد میں درود پڑھنا انتہائی بہتر اور موجبِ ثواب ہے، عام دلائل میں ''قولوا'' کے ساتھ اس کا حکم آیا ہے کہ درود پڑھو، اس حکم میں آخری تشہد یا پہلے تشہد کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ نیز دیکھئے سنن النسائی (٤/ ٢٤١ ح١٧٢١)والسنن الکبریٰ (٢/ ٤٩٩، ٥٠٠ وسندہ صحیح) تاہم اگر کوئی شخص پہلے تشہد میں درود نہ پڑھے اور صرف التحیات پڑھ کر ہی کھڑا ہو جائے تو یہ بھی جائز ==>

44 پھر جب آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو (اٹھتے وقت) تکبیر (اللہ اکبر) کہتے [1] اور رفع یدین کرتے تھے۔ [2]

45 تیسری رکعت بھی دوسری رکعت کی طرح پڑھنی چاہیے، لیکن تیسری اور چوتھی (آخری دونوں) رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہیے اس کے ساتھ کوئی سورت

==> ہے، جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے التحیات (عبدہ ورسولہ تک) سکھا کر فرمایا: "پھر اگر نماز کے درمیان (اول تشہد) میں ہو تو کھڑا ہو جائے" (مسند احمد: ۱/۴۵۹ ح ۴۳۸۲، وسندہ حسن) اگر دوسری رکعت پر سلام پھیرا جا رہا ہے تو تورک کرنا بہتر ہے اور نہ کرنا بھی جائز ہے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۴، حاشیہ: ۹۔ [1] البخاری: ۷۸۹، ۸۰۳، مسلم: ۲۸/ ۳۹۲ [2] البخاری: ۷۳۹۔ **تنبیه:** یہ روایت بالکل صحیح ہے، اس پر بعض محدثین کی جرح مردود ہے، سنن أبی داود (۷۳۰ وسندہ صحیح) وغیرہ میں اس کے صحیح شواہد بھی ہیں۔ والحمد للّٰہ / نیز دیکھئے فقرہ: ۲۔

وغیرہ نہیں ملانی چاہیے، جیسا کہ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سے ثابت ہے۔ [1]

46 اگر تین رکعتوں والی نماز (مثلاً صلوٰۃ المغرب) ہے تو تیسری رکعت مکمل کرنے کے بعد [دوسری رکعت کی طرح تشہد اور درود پڑھ لیا جائے اور دعا (جس کا ذکر آگے آرہا ہے) پڑھ کر دونوں طرف] سلام پھیر دیا جائے۔ [2]
تیسری رکعت میں اگر سلام پھیرا جائے تو تورک کرنا چاہیے۔ دیکھئے فقرہ: ۴۸۔

47 اگر چار رکعتوں والی نماز ہے تو دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر کھڑا ہو جائے۔ [3]

---

① اور اگر آخری دونوں رکعتوں میں سے ہر رکعت میں کوئی سورت پڑھ لی جائے تو یہ بھی جائز ہے۔ دیکھئے حاشیہ: ٦، نیز دیکھئے فقرہ: ١١، حاشیہ: ٥۔
② البخاری: ١٠٩٢ ③ دیکھئے فقرہ: ٣٣

48 چوتھی رکعت بھی تیسری رکعت کی طرح پڑھے۔[1]
آپ ﷺ چوتھی رکعت میں تورک کرتے تھے (صحیح البخاری: ۸۲۸) تورک کا مطلب یہ ہے کہ ''نمازی کا دائیں کولہے کو دائیں پیر پر اس طرح رکھنا کہ وہ کھڑا ہو، اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو، نیز بائیں کولہے کو زمین پر ٹیکنا اور بائیں پیر کو پھیلا کر دائیں طرف نکالنا۔''
(القاموس الوحید ص ۱۸۴۱ نیز دیکھئے فقرہ: ۴۹) نماز کی آخری رکعت کے تشہد میں تورک کرنا چاہئے۔[2]
چوتھی رکعت مکمل کرنے کے بعد التحیات اور درود پڑھے۔[3]

---

[1] یعنی صرف سورۂ فاتحہ ہی پڑھے، تاہم تیسری اور چوتھی رکعتوں میں سورہ ٔفاتحہ کے علاوہ کوئی سورت پڑھنا بھی جائز ہے، جیسا کہ صحیح مسلم (۴۵۲) کی حدیث سے ثابت ہے۔ [2] دیکھئے سنن ابی داود (۷۳۰ وسندہ صحیح)
[3] دیکھئے فقرہ: ۴۱، وفقرہ: ۴۲

49 پھر اس کے بعد جو دعا پسند ہو (عربی زبان میں) پڑھ لے[1] چند دعائیں درج ذیل ہیں جنھیں رسول اللہ ﷺ پڑھتے یا پڑھنے کا حکم دیتے تھے:

* اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ[2]

---

[1] البخاری: ٨٣٥ مسلم: ٤٠٢، اس پر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب باندھا ہے: باب ما یتخیر من الدعاء بعد التشھد ولیس بواجب " تشہد کے بعد جو دعا اختیار کر لی جائے اس کا باب اور یہ (دعا) واجب نہیں ہے۔"

[2] البخاری: ١٣٧٧، مسلم: ٥٨٨/١٣١، رسول اللہ ﷺ اس دعا کا حکم دیتے تھے (مسلم: ٥٨٨/١٣٠) لہٰذا یہ دعا تشہد میں ساری دعاؤں سے بہتر ہے، طاؤس (تابعی) سے مروی ہے کہ وہ اس دعا کے بغیر نماز کے اعادے کا حکم دیتے تھے (مسلم: ٥٩٠/١٣٤)

* اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ [1]

* اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ [2]

* اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِیْرًا

[1] البخاری: ۸۳۲، مسلم: ۵۸۹ [2] مسلم: ۵۹۰

وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ [1]

* اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ [2]

50 ان کے علاوہ جو دعائیں ثابت ہیں ان کا پڑھنا جائز اور موجب ثواب ہے، مثلاً آپ ﷺ یہ دعا بکثرت پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي

[1] البخاری: ۸۳۴، مسلم: ۲۷۰۵ [2] مسلم: ۷۷۱.

اُلاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ [1]

دعا کے بعد رسول اللہ ﷺ دائیں اور بائیں طرف سلام پھیر دیتے تھے۔ [2]

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ [3]

---

[1] البخاری: ٤٥٢٢ [2] مسلم: ٥٨١، ٥٨٢ [3] أبوداود: ٩٩٦، وهوحديث صحيح، الترمذی: ٢٩٥ وقال: "حسن صحيح" النسائی: ١٣٢٠، ابن ماجه: ٩١٤، ابن حبان، الاحسان: ١٩٨٧ . **تنبیہ:** ابو اسحاق الہمدانی نے "حدثني علقمة بن قيس والأسود بن يزيد و أبو الأحوص" کہہ کر سماع کی تصریح کردی ہے، دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی: ٢/ ١٧٧ ح ٢٩٧٤ ، لہٰذا اس روایت پر جرح صحیح نہیں، ابو اسحاق سے یہ روایت سفیان الثوری وغیرہ نے بیان کی ہے۔ والحمد للّٰہ۔ ==>

51 اگر امام نماز پڑھا رہا ہو تو جب وہ سلام پھیرے تو سلام پھیرنا چاہیے، عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ۔ (1)

''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیرا۔''

دعائے قنوت

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ

==>اگر دائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور بائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہیں تو بھی جائز ہے، دیکھئے سنن أبی داود (۹۹۷ وسندہ صحیح) (1) البخاری: ۸۳۸، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ==>

وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّمَا قَضَيْتَ اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ [وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ] تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ [1]

==> پسند کرتے تھے کہ جب امام سلام پھیر لے تو (پھر) مقتدی سلام پھیریں (البخاری قبل حدیث: ۸۳۸ تعلیقًا) لہٰذا بہتر یہی ہے کہ امام کے دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد ہی مقتدی سلام پھیرے، اگر امام کے ساتھ ساتھ، پیچھے پیچھے بھی سلام پھیر لیا جائے تو جائز ہے۔ دیکھئے فتح الباری (۲/۳۲۳باب۱۵۳،یسلم حین یسلم الإمام) [1] سنن أبی داود : ۱۴۲۵ ، اسے ترمذی (٤٦٤) نے حسن، ابن خزیمہ (۲/ ۲۵۱- ۱۵۲ح ۱۰۹۵، ۱۰۹٦) اورنووی نے صحیح کہا ہے۔

نماز کے بعد اذکار

1 عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:
”كُنْتُ أَعْرِفُ اِنْقِضَاءَ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيْرِ“ میں نبی ﷺ کی نماز کا اختتام تکبیر (اللہ اکبر) سے پہچان لیتا تھا۔ [1]

[1] البخاری: ۸۴۲، مسلم: ۱۲۰ / ۵۸۳ امام ابو داود نے اس حدیث پر باب التکبیر بعد الصلاۃ کا باب باندھا ہے (قبل ح ۱۰۰۲) لہٰذا ثابت ہوا کہ (فرض) نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کو اونچی آواز سے اللہ اکبر کہنا چاہیے، یہی حکم منفرد کے لیے بھی ہے ”أن رفع الصوت بالذکر“ میں الذکر سے مراد ”التکبیر“ ہی ہے، جیسا کہ حدیثِ بخاری وغیرہ سے ثابت ہے، اصول میں یہ مسلّم ہے کہ ”الحدیث یفسر بعضہ بعضًا“ یعنی ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کرتی ہے۔

ایک روایت میں ہے: "مَا كُنَّا نَعْرِفُ اِنْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِالتَّكْبِيْرِ" ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ختم ہونا معلوم نہیں ہوتا تھا مگر تکبیر (اللہ اکبر سننے) کے ساتھ۔[1]

2 اللہ کے رسول ﷺ نماز مکمل کرنے کے بعد تین دفعہ استغفار کرتے (اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ) اور فرماتے:

«اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ»[2]

3 آپ ﷺ درج ذیل دعائیں بھی پڑھتے تھے:

* «لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ

[1] مسلم: ۵۸۳/۱۲۱ [2] مسلم: ۵۹۱

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَايَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ» [1]

* «اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ» [2]

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس

---

[1] البخاری: ۸۴۴، مسلم: ۵۹۳. [2] أبوداود: ۱۵۲۲ وسنده صحیح، النسائی: ۱۳۰۴ و صححه ابن خزیمة: ۷۵۱ وابن حبان، الاحسان: ۲۰۱۷، ۲۰۱۸ والحاکم علیٰ شرط الشیخین (۱/ ۲۷۳) ووافقه الذهبی۔

[۳۳] دفعہ تسبیح (سبحان اللہ) تینتیس [۳۳] دفعہ تحمید (الحمد للہ) اور تینتیس [۳۳] دفعہ تکبیر (اللہ اکبر) پڑھے اور آخری دفعہ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھے تو اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، اگرچہ وہ (گناہ) سمندر کے جھاگ کے برابر (بہت زیادہ) ہوں۔" ① تینتیس [۳۳] دفعہ سبحان اللہ، تینتیس [۳۳] دفعہ الحمد للہ، اور چونتیس [۳۴] دفعہ اللہ اکبر کہنا بھی صحیح ہے۔ ② آپ ﷺ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد معوذات (وہ سورتیں جو قل اعوذ سے شروع ہوتی ہیں) پڑھیں۔ ③

① مسلم: ۵۹۷ ② مسلم: ۵۹۶ ③ أبو داود: ۱۵۲۳ وسنده حسن، النسائی: ۱۳۳۷ وله طريق آخر عند الترمذی: ۲۹۰۳ وقال: "غريب" وطريق ==>

ان کے علاوہ جو دعائیں قرآن و حدیث سے ثابت ہیں ان کا پڑھنا افضل ہے، چونکہ نماز اب مکمل ہو چکی ہے، لہٰذا اپنی زبان میں بھی دعا مانگی جاسکتی ہے۔ [1]

4 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے ہر فرض نماز کے آخر میں (سلام کے بعد) آیت الکرسی پڑھی، وہ شخص مرتے ہی جنت میں

==> أبی داود: صحیحه ابن خزیمة: ۷۵۵ وابن حبان، الاحسان: ۲۰۰۱ والحاکم (۲۵۳/۱) علیٰ شرط مسلم ووافقه الذهبی۔ [1] نماز کے بعد اجتماعی دعا کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تو آخر میں اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے (البخاری فی الأدب المفرد: ۶۰۹ وسنده حسن) اس روایت (اثر) کے راویوں محمد بن فلیح اور فلیح بن سلیمان دونوں پر جرح مردود ہے، ان کی حدیث حسن کے درجے سے نہیں گرتی، نیز دیکھئے فقرہ: ۱۵، حاشیہ: ۵

داخل ہو جائے گا۔“[1]

نماز جنازہ پڑھنے کا صحیح اور مدلل طریقہ

1. وضو کریں۔[2]
2. شرائط نماز پوری کریں۔[3]

---

[1] النسائی فی الکبریٰ: ۹۹۲۸ (عمل الیوم واللیلة: ۱۰۰ وسندہ حسن، وکتاب الصلوٰۃ لابن حبان (اتحاف المهرة لابن حجر: ۶/ ۲۵۹ح ۶٤۸۰)

[2] حدیث:((لا تقبل صلاة بغير طهور)) وضو کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی/رواہ مسلم فی صحیحہ:(۵۳۵)۱/ ۲۲٤ [نیز دیکھئے صحیح بخاری:۶۲۵۱] [3] دیکھئے حدیث: ((وصلوا كما رأيتموني أصلي)) اور نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔رواہ البخاری فی صحیحہ:۶۳۱

3 قبلہ رُخ کھڑے ہو جائیں۔ ①

4 تکبیر (اللہ اکبر) کہیں۔ ②

5 تکبیر کے ساتھ رفع یدین کریں۔ ③

6 اپنا دایاں ہاتھ بائیں ذراع پر رکھیں۔ ④

---

① موسوعة الإجماع فى الفقه الإ سلامي (ج٢ ص٧٠٤) نیز دیکھئے صحیح البخاری(٦٢٥١) ② عبدالرزاق فى المصنف (٣/ ٤٨٩، ٤٩٠ ح ٦٤٢٨) وسنده صحيح، وصححه ابن الجارود بروايته فى المنتقٰى (٥٤٠) زبان کے ساتھ نماز جنازہ کی نیت ثابت نہیں ہے۔③ عن نافع قال: كان (ابن عمر) يرفع يديه في كل تكبيرة على الجنازة (ابن أبى شيبة فى المصنف ٣/ ٢٩٦ ح١١٣٨٠ وسنده صحيح) ④ البخارى:٧٤٠، والامام مالك فى الموطأ١/١٥٩ ح٣٧٧

7 دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر، سینے پر رکھیں۔[1]

8 اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ پڑھیں۔[2]

9 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھیں۔[3]

---

[1] أحمد في مسنده ٥/٢٢٦ح٢٢٣١٣ وسنده حسن، وعنه ابن الجوزي في التحقيق ١/ ٢٨٣ح٤٧٧

تنبیہ: یہ حدیث مطلق نماز کے بارے میں ہے جس میں جنازہ بھی شامل ہے کیونکہ جنازہ بھی نماز ہی ہے۔ [2] سنن أبي داود: ٧٧٥ وسنده حسن۔ [3] النسائي:٩٠٦وسنده صحيح وصححه ابن خزيمة: ٤٩٩، وابن حبان الاحسان: ١٧٩٧، والحاكم علىٰ شرط الشيخين ١/ ٢٣٢ووافقه الذهبي واخطأمن ضعفه.

10 سورۂ فاتحہ پڑھیں۔ ①

11 آمین کہیں۔ ②

12 بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھیں۔ ③

13 کوئی ایک سورت پڑھیں۔ ④

---

① البخاری: ١٣٣٥، وعبد الرزاق فی المصنف ٣/٤٨٩، ٤٩٠ ح ٦٤٢٨ وابن الجارود: ٥٤٠ ☆ چونکہ سورۂ فاتحہ قرآن ہے،لہٰذا اسے قرآن (قراءت) سمجھ کر ہی پڑھنا چاہیے۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ جنازہ میں سورۂ فاتحہ قراءت (قرآن) سمجھ کر نہ پڑھی جائے بلکہ صرف دعا سمجھ کر پڑھی جائے ان کا قول باطل ہے۔ ② النسائی: ٩٠٦وسندہ صحیح، ابن حبان الاحسان: ١٨٠٥، وسندہ صحیح ③ مسلم فی صحیحہ ٥٣/ ٤٠٠ وھو صحیح والشافعی فی الام١/ ١٠٨، وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم: ٢/ ٢٣٣، ووافقہ الذھبی وسندہ حسن ④ النسائی ٤/٧٥،٧٤ ح ١٩٨٩، وسندہ صحیح

14 پھر تکبیر کہیں اور رفع یدین کریں۔ [1]

15 نبی ﷺ پر درود پڑھیں۔ [2] مثلاً:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ

---

[1] البخاری:١٣٣٤ ومسلم:٩٥٢،ابن أبی شیبة ٣/٢٩٦ ح ١١٣٨٠، وسندہ صحیح عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ مکحول، زہری، قیس بن ابی حازم، نافع بن جبیر اور حسن بصری وغیرہ سے جنازے میں رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ٣(ص ٢٠)اور یہی راجح اور جمہور کا مسلک ہے۔ نیز دیکھئے جنازہ کے مسائل فقرہ: ٣۔ **تنبیہ**: نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا نبی کریم ﷺ سے بھی ثابت ہے۔ دیکھئے کتاب العلل للدارقطنی (١٣/ ٢٢ح ٢٩٠٨ وسندہ حسن) [2] عبد الرزاق فی المصنف٣/٤٩٠،٤٨٩ح٦٤٢٨ وسندہ صحیح

إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ [1]

16 تکبیر کہیں [2] اور رفع یدین کریں۔ [3]

17 میت کے لیے خالص طور پر دعا کریں۔ [4]

[1] البخاری فی صحیحه ۳۳۷۰، والبیهقی فی السنن الکبریٰ ۲/ ۱۴۸ ح ۲۸۵۶ [2] البخاری: ۱۳۳۴، و مسلم: ۹۵۲ [3] ابن أبی شیبة ۳/ ۲۹۶ ح ۱۱۳۸۰، وسنده صحیح [4] عبدالرزاق فی المصنف: ۶۴۲۸ وسنده صحیح وابن حبان فی صحیحه، الموارد: ۷۵۴ وأبوداود: ۳۱۹۹ وسنده حسن۔ **تنبیه:** اس سے مراد نماز ==>

چند مسنون دعائیں یہ ہیں:

* اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ [1]

* اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَہٗ

==> جنازہ کے اندر دعا ہے۔ دیکھئے باب ماجاء فی الدعاء فی الصلوٰۃ علی الجنازۃ (ابن ماجہ: ۱٤۹۷) [1] الترمذی: ۱۰۲٤، وسندہ صحیح، وابو داود: ۳۲۰۱

وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ [1]

* اَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَأَعِذْهُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، إِنَّكَ أَنْتَ

[1] مسلم: ۸۵/ ۹۶۳ ـ

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ [1]

* اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ، كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ حَسَنَاتِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْأً فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهٖ، اَللّٰهُمَّ لَاتَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَاتَفْتِنَّا بَعْدَهٗ [2]

[1] ابن المنذر فی الأوسط ۵/۴۴۱ ح ۳۱۷۳ وسندہ صحیح، وأبوداود: ۳۲۰۲ [2] مالک فی الموطأ ۱/۲۲۸ ح۵۳۶ واسنادہ صحیح عن أبی ھریرہ رضی اللہ عنہ. موقوف

* اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ [1]
* اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَ اُنْثَانَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنْهُمْ فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْإِيْمَانِ وَمَنْ اَبْقَيْتَهٗ مِنْهُمْ فَاَبْقِهٖ عَلَى الْإِسْلَامِ۔ [2]
* اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذِهِ النَّفْسِ الْحَنِيْفِيَّةِ

---

[1] مالك فی الموطأ ١/ ٢٢٨ ح ٥٣٧ واسناده صحيح عن أبی هريره رضی اللہ عنہ۔ موقوف یہ دعا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ معصوم بچے کی میت پر پڑھتے تھے۔ [2] ابن أبی شيبة ٣/ ٢٩٣ ح ١١٣٦١، عن عبد اللّٰه بن سلام رضی اللہ عنہ، موقوف وسنده حسن۔

الْمُسْلِمَةِ وَاجْعَلْهَا مِنَ الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهَا عَذَابَ الْجَحِيْمِ [1]

18 میت پر کوئی دعا موقت (خاص طور پر مقرر شدہ) نہیں ہے۔ [2] لہٰذا جو بھی ثابت شدہ دعا کرلیں جائز ہے۔ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے قول اور تابعین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ میت پر کئی دعائیں جمع کی جاسکتی ہیں۔

19 پھر تکبیر کہیں۔ [3]

[1] ابن أبی شیبة ۳/ ۲۹٤ ح ۱۱۳٦٦ وسند ہ صحیح، وھو موقوف علیٰ حبیب بن مسلمه رضی اللہ عنہ [2] ابن أبی شیبة ۳/ ۲۹٥ ح ۱۱۳۷۰، عن سعید بن المسیب والشعبی: ۱۱۳۷۱عن محمد(بن سیرین)وغیرھم من آثار التابعین قالوا:لیس علی المیت دعاء موقت(نحوالمعنیٰ) وھو صحیح عنھم [3] البخاری: ۱۳۳٤، ومسلم:۹٥۲

20 پھر دائیں طرف ایک سلام پھیر دیں۔ [1]

[1] عبد الرزاق ٣/٤٨٩ ح٦٤٢٨ وسنده صحيح، وهو مرفوع، ابن أبي شيبة ٣/٣٠٧ ح ١١٤٩١، عن ابن عمر من فعله وسنده صحيح۔ **تنبیہ**: نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنا نبی ﷺ اور صحابہ سے ثابت نہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنائز (ص ١٢٧) میں بحوالہ بیہقی (۴/ ۴۳) نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام والی روایت لکھ کر اسے حسن قرار دیا ہے لیکن اس کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے: ① حماد بن ابی سلیمان مختلط ہیں اور یہ روایت قبل از اختلاط نہیں ہے۔ ② حماد مذکور مدلس ہیں دیکھئے طبقات المدلسین (۲/۴۵) اور روایت عن عن ہے۔ امام عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں: جو شخص جنازے میں دو سلام پھیرتا ہے وہ جاہل ہے جاہل ہے۔ (مسائل ابی داود ص ۱۵۴ وسندہ صحیح) ابراہیم نخعی سے ایک روایت میں نمازِ جنازہ میں دونوں طرف سلام ثابت ہے۔ (مصنف ابن أبي شيبة ٣/٣٠٨ وسنده حسن) لیکن بہتر یہی ہے کہ نمازِ جنازہ میں صرف ایک: دائیں طرف سلام پھیرا جائے۔

صحیح بخاری

أمیر المؤمنین فی الحدیث
ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری

ترجمہ وتشریح
مولانا محمد داؤد راز

تقدیم ونظر ثانی
شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد

مقدمہ
حافظ زبیر علی زئی

تخریج
فضیلۃ الشیخ احمد زھوۃ فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ

- اردو زبان میں پہلی دفعہ مکمل تخریج کا اہتمام
- مختلف نسخوں سے تقابل کے بعد نسخہ ہندیہ کے مطابق تصحیح
- خوبصورت طباعت ● دیدہ زیب سرورق ● خوبصورت وصاف لکھائی
- اور اعلیٰ طباعتی معیار کے ساتھ ● دو مختلف اڈیشن میں دستیاب ہے

ملنے کا پتا مکتبہ اسلامیہ

ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 042-37244973 - 37232369 | بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد 041-2631204 - 2641204